نجات دہندہ

برائے متلاشیانِ حق

از

ماسٹر برکت۔اے خان

ناشرین
مسیحی اشاعت خانہ
۳۶۔فیروز پور روڈ لاہور

طابع ــــــــ ایچ ۔ بخت

مطبع ــــــــ کیمبرج پریس لاہور

بار ــــــــ دوم

تعداد ــــــــ دو ہزار

قیمت ــــــــ ایک روپیہ

مئی ۱۹۷۵ء

"ہمارے لئے ایک لڑکا تولّد ہوا ۔ اور ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا ۔ سلطنت اُس کے کندھے پر ہوگی ۔ اور اس کا نام عجیب مشیر، خدائے قادر، ابدیّت کا باپ، سلامتی کا شہزادہ ہوگا۔ اُس کی سلطنت کے اقبال اور سلامتی کی کچھ انتہا نہ ہوگی۔ وہ داؤد کے تخت اور اس کی مملکت پر آج سے ابد تک حکمران رہے گا ۔ اور عدالت اور صداقت سے اُسے قیام بخشے گا ۔ ربّ الافواج کی غیوری یہ کریگی ۔"

(بائبل شریف یسعیاہ ۹ : ۶-۷)

اِنسان کو نجات دہندہ کی کیوں ضرورت ہے؟

اِس لئے کہ نسلِ آدم ابتدا سے گناہ کی غلام ہے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ:-

"سب نے گناہ کیا" (انجیل شریف رومیوں ۳ : ۲۳)۔

"کوئی نیکوکار نہیں ایک بھی نہیں" (زبور شریف ۱۴ : ۳)۔

"کیونکہ زمین پر کوئی ایسا راستباز انسان نہیں کہ نیکی ہی کرے اور خطا نہ کرے" (بائبل شریف واعظ ۷ : ۲۰)۔

خدا تعالےٰ کے فرمان اور کلام کی روشنی میں ہمیں صاف نظر آتا ہے کہ نسلِ آدم گناہ کے بوجھ کے نیچے بے چین اور پریشان ہے اور وہ اپنے گناہ کے ناقابلِ برداشت بوجھ کو اُتارنے اور اُسے دور کرنے کی کوشش میں ہر جگہ مصروفِ عمل ہے۔ خدا تعالےٰ انسان کی لاچاری اور خطاکاری سے اچھی طرح واقف ہے۔ وہ جانتا ہے کہ انسان فطرتاً کمزور اور گناہ کا غلام ہے اور اس کا میلانِ طبع ہمیشہ کی طرف ہے، کیونکہ ابوالبشر حضرت آدمؑ اپنی معصومیت کو برقرار نہ رکھ سکے۔ وہ خدا تعالےٰ کے نافرمان ہوئے اور انہوں نے ممنوعہ پھل کھایا۔ چنانچہ حضرت موسےٰ نبی نے توریت شریف میں لکھا ہے کہ:-

"اور خداوند خدا نے آدم کو حکم دیا اور کہا کہ تُو باغ کے ہر درخت

کا پھل بے روک ٹوک کھا سکتا ہے۔ لیکن نیک و بد کی پہچان کے درخت کا کبھی نہ کھانا۔ کیونکہ جس روز تُو نے اُس میں سے کھایا۔ تُو مرا" (توریت شریف پیدائش ۲ : ۱۶، ۱۷)۔

"عورت نے جو دیکھا کہ وہ درخت کھانے کے لئے اچھا اور آنکھوں کو خوشنما معلوم ہوتا ہے اور عقل بخشنے کے لئے خوب ہے۔ تو اس کے پھل میں سے لیا اور کھایا اور اپنے شوہر کو بھی دیا اور اُس نے کھایا" (توریت شریف، پیدائش ۳ : ۶)۔

"اِس لئے خداوند خدا نے اس کو باغِ عدن سے باہر کر دیا" (توریت شریف، پیدائش ۳ : ۲۳)۔

قرآن مجید میں بھی حضرت آدم کے متعلق یوں لکھا ہے کہ:-

"اور پاس نہ جاؤ اس درخت کے پھر تم ہو گے گنہگار" (سورۃ اعراف آیت ۱۹)۔

"پھر ڈگایا اُن کو شیطان نے" (سورۃ بقر ۳۶ - آیت)

نوٹ :- یہاں شاہ عبدالقادر صاحب کا ترجمہ استعمال کیا گیا ہے۔

"ایک آدمی (یعنی حضرت آدمؑ) کے سبب سے گناہ دُنیا میں آیا" (انجیل شریف رومیوں ۵ : ۱۲)۔

ہر انصاف پسند شخص کا ضمیر اور اُس کا ذاتی اور شخصی تجربہ بھی اِس امر کا شاہد ہے کہ انسان کو گناہ سے فطرتاً بڑا پیار اور دلچسپی ہے، اور نیکی اور راستی کے مقابلہ میں اِس کا طبعی میلان اور رجحان گناہ اور بدی کی طرف زیادہ ہے کیونکہ انسان کی فطرت میں گناہ کی صلاحیتیں اور کمزوریاں

موجود ہیں۔

آپ نے کتابِ مُقدّس کی روشنی اور انسانی فطرت کے تقاضا پر محققّانہ تحقیق و تفتیش کرکے دیکھ لیا ہے کہ گناہ کے ماخذ کیا ہیں۔ لہٰذا اب ہم غور کریں گے کہ جب گناہ کا مرض معلوم ہوگیا ہے تو اس کا علاج کیا ہے؟ اور خدا تعالےٰ کے حضور نجات دہندہ کون ہے؟ جس کو خدا تعالےٰ نے گنہگاروں کو معافی اور سلامتی دینے کے لئے دنیا میں بھیجا تھا۔

چونکہ گناہ کا مرض اس دنیا میں شروع ہوا تھا اِس لیے خدا نے گناہ کا مُعالج بھی اِسی دنیا میں بھیجا تاکہ سب لوگ نجات پائیں۔

اِنسان کی لاچاری

دُنیا میں بے شمار مذاہب موجود ہیں۔ ہر مذہب کے لوگ عقیدتاً یہ دعویٰ ضرور کرتے ہیں کہ اُن کا مذہب سچّا ہے اور دوسرے تمام مذاہب سے افضل و اعلےٰ ہے۔ لیکن اُن تمام مذاہب کی تمام شرعی رسومات اِس بات کا بیّن ثبوت ہیں کہ اِنسان پر گناہ کا ایک ناقابلِ برداشت بوجھ ہے جس سے چھٹکارا اور نجات کے لئے وہ ہر جگہ مصروفِ عمل ہے، اور بعض حالتوں میں وہ اپنے بدن کو بھی سخت اذیّت پہنچاتا ہے۔ لیکن جُوں جُوں انسان اپنے گناہ کے ناپاک بوجھ کو اتارنے کی کوشش کرتا ہے، تُوں تُوں اس کو اپنے گناہ کا بوجھ بھاری، اور زیادہ وزنی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس کو اپنی ذاتی کوششیں ناکام نظر آتی ہیں جس کی وجہ سے وہ اپنی نجات کی تسلی کا کوئی معقول اور صحیح فیصلہ نہیں کر سکتا، اور نہ اپنی نجات کی تسلّی کے بارے میں کوئی تسلی بخش جواب ہی دے سکتا ہے۔

یوں تو ہر شخص اپنے مذہب کی افضلیت کے متعلق کوئی نہ کوئی دلیل پیش کرتا ہے۔ لیکن افضل مذہب وہی ہے جو خدا تعالےٰ کی مرضی اور خوشی کو پُورا کرتا ہے تاکہ انسان گناہ سے نجات پائیں اور قُربِ الٰہی حاصل کریں۔ خدا تعالےٰ کو انسان کی فکر ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ سب نجات پائیں۔ انسان کے لئے گناہ سے نجات کا بندوبست کرنا خدا تعالےٰ کا کام ہے۔

لیکن انسان خدا تعالےٰ کی جگہ یہ کہ اپنی نجات کے واسطے جو کام شروع کر دیتا ہے۔ اُس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اِنسان اپنی نجات کے معاملہ میں خُدا تعالےٰ کی پرواہ نہیں کرتا بلکہ اپنی ذاتی کوششوں اور اعمال کو زیادہ ترجیح دیتا ہے۔ تمام مذاہب میں اُنکی اپنی رسومات موجود ہیں اور وہ اپنی اِن رسومات کی تعمیل کو ہی نجات کا وسیلہ قرار دیتے اور اُن پر اکثر بحث و تکرار بھی کرتے رہتے ہیں۔ لیکن سب سے اہم سوال تو یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے اِنسان کی نجات اور سلامتی کے لئے کیا انتظام کیا ہے؟ اور وہ کون شخص ہے جس کو اُس نے انسان کی نجات اور سلامتی کے لئے بھیجا ہے؟

اِنسان کو نجات دہندہ کی کیوں اُمید ہے؟

خُدا تعالےٰ قادرِ مطلق ہے۔ وہ لاانتہا اور لازوال محبت، طاقت اور قدرت کا مالک ہے۔ وہ صاحبِ اختیار اور لاتبدیل خدا ہے۔ کوئی اِنسان کسی بات میں اسے مجبور نہیں کر سکتا، اور نہ کسی انسان کی مرضی اس کی مرضی پر غالب آسکتی ہے۔ خُدا تعالےٰ نے انبیاء کرام کو ہماری ہدایت اور رہنمائی کے لئے الہام اور مکاشفہ بخشا تاکہ زمین اور آسمان پر اُسکی مرضی اور خوشی پوری ہو۔ لیکن حضرت عیسٰی جنہیں مسیحی یسوعؔ مسیح کہتے ہیں، کے سوا اب تک ایسا کوئی انسان پیدا نہیں ہوا جس نے خدا تعالےٰ کی مرضی کو بے عیب پُورا کیا ہو۔ جنابِ مسیح نے بارہا فرمایا کہ مَیں خدا تعالےٰ کی مرضی پُوری کرنے آیا ہوں۔ آپ نے صلیب کے اُوپر اپنی جان کنی کے عین وقت یہ اعلان کیا کہ مَیں نے خدا تعالےٰ کی مرضی اور اُس کا کام پورا کیا جس کے لیے مَیں دنیا میں آیا تھا اور کہا "تمام ہوا"۔ آپ کی ابلیس پر فتح اور خُدا تعالےٰ کے نزدیک مقبولیّت کا راز انہی لازوال الفاظ میں پوشیدہ اور مضمر ہے کہ "تمام ہُوا" (انجیل شریف یوحنا ۱۹ : ۳۰)۔

ابُوالبشر حضرت آدم کو خدا تعالےٰ نے اپنی صورت پر پاک اور معصوم پیدا کیا اور باغِ عدن میں رکھا تھا۔ وہ اُن سے ہمکلام ہوتا تھا تاکہ وہ اُس کی مرضی پوری کریں۔ لیکن حضرت آدم نے خدا تعالےٰ کی مرضی کی

نسبت اپنی نفسانی مرضی پوری کی۔ تب وہ اُس کے حضور قصوروار ہو کر باغِ عدن سے نکالے گئے۔ خدا تعالےٰ کی خلافِ مرضی کا نام گناہ ہے۔ اور "گناہ کی مزدوری موت ہے۔" گناہ ایک بیماری ہے۔ گناہ ناپاکی ہے۔ گناہ بیوقوفی ہے۔ اِس کا انجام جہنم۔ اور ہمیشہ کی آگ میں جلنا ہے۔ گناہ خدا تعالےٰ اور انسان کے رشتۂ محبت میں خلل اور جدائی پیدا کر دیتا ہے۔ تاہم خدا تعالےٰ نے گنہگار انسان کی آزادی کو برقرار رکھا۔ چنانچہ آزادیٔ انسان کا پیدائشی اور موروثی حق ٹھہرا اور ہر ذی رُوح ذی عقل اور صاحبِ علم شخص کا یہ حق ہے کہ وہ خدا کی ذات و صفات اور اس کی صنعت کاری پر آزادانہ سوچ بچار اور اظہار و تفہیم کرے۔ اِس پر بحث و تنقید کرے تاکہ بنی نوع انسان کے فیض و آرام اور، فلاح و بہبود کے لئے مفید مفید معلومات بہم پہنچیں۔ لیکن خدا تعالےٰ کی ذات و صفات اور کلام الٰہی اور اس کے برگزیدہ مقدسین پر از راہِ انکار حجت کرنا اور بہتان لگانا اپنی حقیقی آزادی کا صریحاً ناجائز اور غلط استعمال ہے۔ بلکہ ایسا کرنا خدا تعالےٰ کے خلاف دیدہ و دانستہ گستاخی اور گناہ ہے اور گویا خدا کے خلاف اعلانِ جنگ ہے۔ چنانچہ ایسے شخص سے بنی نوع انسان کے فیض و آرام کے لئے کسی صداقت کی اُمید رکھنا بھی سخت غلطی ہے۔ کیونکہ اسکے دماغ میں خدا تعالےٰ کی پہچان اور اُس کے ساتھ محبت رکھنے کی عقل نہیں ہے اور نہ اپنی نجات اور نجات دہندہ کی پہچان کے لئے اس میں راستی کے ساتھ تحقیق و تفتیش کا مادہ ہے۔

حضور مسیح نے اپنے سارے دل، اپنی ساری جان، اپنی ساری عقل اور اپنی ساری طاقت کے جائز اور درست استعمال کے لئے بہت خوب

ارشاد فرمایا ہے۔

"کہ اوّل یہ ہے ۔ ۔ ۔ اَے اسرائیل سُن خُداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے۔ اور تُو خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل اور اپنی ساری طاقت سے محبت رکھ۔ دوسرا یہ ہے کہ تُو اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ۔ ان سے بڑا اور کوئی حکم نہیں (انجیل شریف، مرقس ۱۲: ۳۰-۳۱)۔

ہر خدا پرست انسان کے لیے الٰہی حکم یہی ہے کہ وہ اپنے سارے دِل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل اور اپنی ساری طاقت کو خدا تعالےٰ کے ساتھ محبت رکھنے کے لیے استعمال میں لائے، اور اپنے پڑوسی سے خواہ اس کا مذہب اور قوم کچھ بھی ہو، اپنے برابر محبت رکھے۔ یعنی جس طرح ہر انسان اپنی جان کے ساتھ اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل اور اپنی ساری طاقت سے محبت رکھتا ہے، اُسی طرح وہ اپنے پڑوسی کے ساتھ بھی اپنے سارے دِل اور اپنی ساری جان، اور اپنی ساری عقل، اور اپنی ساری طاقت سے محبت رکھے۔ یہ نہیں فرمایا کہ وہ اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل اور اپنی ساری طاقت کو خدا تعالےٰ کی مخالفت اور اس پر حجت کرنے اور انسانوں کے ساتھ دشمنی اور جبر و تشدد اور قتل و غارت کے لیے استعمال میں لائے۔ پس تمام اعلےٰ انسانی صفات، اور عقل کے مِن جانب اللہ ودیعت کئے جانے کا اوّلین مقصد اور غرض و غایت یہی ہے کہ ہر انسان خدا کے ساتھ محبت رکھے اور اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھے، کیونکہ جو کام محبت سے ہو سکتا ہے

CamScanner

وہ دشمنی اور تشدّد سے نہیں ہو سکتا۔ لیکن انسان نے محبّت کی جگہ دشمنی اور پیار کی جگہ نفرت اور کدورت کا بیج بویا ہے جس کو حضرت عیسیٰ مسیح دُور کرنے آئے۔

خُدا تعالےٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات اور اپنی صورت پر اس لیے پیدا کیا تھا کہ خدا انسان کے ساتھ اور انسان خدا کے ساتھ مکالمہ و مخاطبہ کر سکے۔ لیکن انسان نے اپنی ابتدا میں ہی گناہ کے آگے ہتھیار ڈال دیئے۔

اب آپ ہی ذرا انصاف کریں کہ کوئی انسان جو نسل آدم سے پیدا ہوا ہو، وہ کس طرح کسی دوسرے انسان کا نجات دہندہ ہو سکتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ کسی نبی، رسول اور پیغمبر نے کسی شخص یا کسی قوم کو اُن کے گناہوں سے نجات دینے کا کبھی کوئی دعویٰ اور وعدہ نہیں فرمایا۔ اور نہ خدا نے انبیاء اور مُرسلین کا پاک ہونا ان کے نجات دہندہ ہونے کی دلیل ٹھہرایا اور فرمایا چنانچہ ایک رسول فرماتے ہیں :-

"مَیں جانتا ہوں
کہ مجھ میں یعنی میرے جسم میں
کوئی نیکی بسی ہوئی نہیں
البتہ ارادہ تو مجھ میں موجود ہے
مگر نیک کام مجھ سے بن نہیں پڑتے
چنانچہ جس نیکی کا ارادہ کرتا ہوں
وہ تو نہیں کرتا مگر جس بدی کا ارادہ
نہیں کرتا اسے کر لیتا ہوں
پس اگر مَیں وہ کرتا ہوں جس کا ارادہ

نہیں کرتا تو اُس کا کرنے والا مَیں نہ رہا
بلکہ گناہ ہے جو مجھ میں بسا ہوا ہے"

(انجیل شریف رومیوں ۷ : ۱۸ - ۲۰)۔

یہ ہے انسان کے ذاتی اعمال اور کردار کی سچّی تصویر۔ انسان اپنی مذہبی رسومات کی تعمیل کے باوجود خدا کے فضل و کرم اور رحم کا بھی فطرتاً طلبگار اور امیدوار ہے تاکہ اُسے گناہ سے نجات اور چھٹکارا، اور سلامتی مل جائے۔ کیونکہ

"یہ آدمیوں سے تو نہیں ہو سکتا
لیکن خدا سے سب کچھ ہو سکتا ہے"

(انجیل مقدس، متی ۱۹ : ۲۶)۔

چنانچہ ہر خدا پرست یہی دُعا کرتا ہے کہ اے میرے خدا! میری سلامتی اور میری نجات کا سارا دار و مدار تیرے قوّی اور پُر فضل ہاتھ میں ہے۔ میرے پاس آ اور میرا نجات دہندہ بن"۔

انسان فطرتاً یہ چاہتا ہے کہ خدا اس کا نجات دہندہ بن کر اُس کے پاس آ جائے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ نے خدا سے درخواست کی۔

"مَیں تیری منّت کرتا ہوں
مجھے اپنا جلال دکھا دے"

(توریت شریف خروج ۲۳ : ۱۸)۔

حضرت ایوب نے کہا :-

"مَیں جانتا ہوں

کہ میرا مخلصی دینے والا زندہ ہے
اور آخر کار وہ زمین پر کھڑا ہوگا"

(بائبل شریف ایوب ۱۹ : ۲۵)۔

نجات دہندہ کے متعلق خُدا تعالےٰ کا وعدہ

ایک انسان دوسرے انسان کے ارادوں اور خیالوں کو نہیں جان سکتا جب تک کہ وہ ان کا اظہار نہ کرے۔ لیکن خُدا تعالےٰ عالم الغیب ہے۔ وہ انسان کے تمام دِلی ارادوں اور خیالوں کو اچھی طرح جانتا ہے، خواہ وہ ان کا اظہار کرے یا نہ کرے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے:-

"میں خداوند دل و دماغ کو جانچتا اور آزماتا ہوں"

(بائبل شریف، یرمیاہ ۱۷ : ۱۰)۔

خُدا تعالےٰ انسان کی گناہ آلُودہ باطنی خرابی اور کمزوری سے اچھی طرح واقف ہے۔ وہ جانتا ہے کہ انسان اپنے گناہوں سے نجات کے حصُول کے معاملہ میں کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ اُسے ایک آسمانی بے عیب نجات دہندہ کی اشد ضرورت ہے، جس کی آمد اور انتظار کا جذبہ اُس نے انسان کی فطرت میں ودیعت کر رکھا ہے۔

یہودی قوم صدیوں سے ایک نجات دہندہ اور امن کے بانی اور صلح کے بادشاہ کی منتظر چلی آرہی تھی، کیونکہ اُن کی تمام آسمانی کتابوں میں اور خصوصاً یسعیاہ نبی کے صحیفہ میں بڑی صفائی سے اس کے متعلق متعدد پیش گوئیاں موجود ہیں۔ چنانچہ یوں لکھا ہے کہ

"ہمارے لئے ایک لڑکا تولد ہوا۔

اور ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا اور
سلطنت اس کے کندھے پر ہوگی
اور اُس کا نام عجیب مشیر خدائے قادر،
ابدیت کا باپ، سلامتی کا شہزادہ ہوگا۔
اس کی سلطنت کے اقبال اور سلامتی کی کچھ انتہا نہ ہوگی۔
وہ داؤد کے تخت اور اس کی مملکت پر آج سے
ابد تک حکمران رہے گا۔ اور عدالت اور صداقت سے
اسے قیام بخشے گا۔ ربّ الافواج کی غیوری یہ کرے گی"

(بائبل مُقدس، یسعیاہ ۹ : ۶-۷)۔

دنیا کے تمام مذاہب اس بات کا دعوےٰ کرتے ہیں کہ وہ دنیا کے لئے امن اور نجات کا پیغام لے کر آئے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ کسی شخص کا زبان سے کہہ دینا کہ میں صلح کا بانی اور نجات دہندہ ہوں، ہرگز معقول دلیل نہیں۔ کیونکہ نجات دہندہ وہ ہے جس نے گناہ کی دیوار کو جو خدا اور انسان کے بیچ میں تھی، ڈھا دیا اور خدا اور انسان کے بیچ صلح کر دی اور خدا کے ساتھ میل ملاپ کرا دیا۔ مسیح نے خوب فرمایا ہے کہ

"ہر درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے"

(انجیل شریف لوقا ۶ : ۴۴)

چنانچہ اس کتابچہ میں ہم بڑے انصاف سے غور کریں گے کہ حضرت یسعیاہ کی اس پیشین گوئی کے مطابق از روئے انجیل مُقدس نجات دہندہ حضرت عیسیٰ مسیح ہیں یا کوئی دوسرا شخص؟ لیکن فرشتہ کے ان الفاظ کو نہ بھولئے۔ جو اس نے حضرت یوسف کو حضرت

مسیح کی پیدائش سے پیشتر خوشخبری کے طور پر سنائے تھے کہ:-

"جو اس کے پیٹ میں ہے، وہ
رُوح القُدس کی قدرت سے
ہے۔ اس کے بیٹا ہوگا اور تُو
اس کا نام یسوع رکھنا کیونکہ
وُہی اپنے لوگوں کو ان
کے گناہوں سے نجات
دے گا"

(انجیل شریف متی ۱ : ۲۰-۲۱)۔

کیا نجات دہندہ ایک ازلی شخص ہے؟

خدا تعالےٰ نے حضرت یسعیاہ کی معرفت یوں فرمایا ہے کہ

"یسّی کے تنے سے ایک کونپل نکلے گی۔
اور اس کی جڑوں سے ایک بار آور شاخ پیدا ہوگی۔
اور خُداوند کی رُوح اس پر ٹھہرے گی۔
حکمت اور خِرد کی رُوح۔ مصلحت اور قدرت کی رُوح۔
معرفت اور خداوند کے خوف کی رُوح۔
اور اس کی شادمانی خُداوند کے خوف میں ہوگی۔
اور وہ نہ اپنی آنکھوں کے دیکھنے کے مطابق
انصاف کرے گا۔ اور نہ اپنے کانوں کے سننے
کے موافق فیصلہ کرے گا۔
بلکہ وہ راستی سے مسکینوں کا انصاف کرے گا۔
اور عدل سے زمین کے خاکساروں کا فیصلہ کرے گا۔
اور وہ اپنی زبان کے عصا سے زمین کو مارے گا۔
اور اپنے لبوں کے دم سے شریروں کو فنا کر ڈالے گا۔
اس کی کمر کا پٹکا راستبازی ہوگا اور اُس کے
پہلو پر وفاداری کا پٹکا ہوگا" (بائبل مُقدّس یسعیاہ ۱۱: ۱-۵)۔

حضرت یسّی داؤد کے باپ کا نام ہے۔ چنانچہ مریم مُقدّسہ جو حضرت داؤد کے گھرانے اور خاندان میں سے تھیں۔ اُن کے ہاں حضرت عیسیٰ مسیح متولّد ہوئے حضور مسیح کسی مرد کے صُلب سے پیدا نہیں ہوئے تھے۔ کیونکہ وہ ایک غیر مخلوق ازلی اور آسمانی شخص تھے۔ وہ نیست سے ہست نہیں ہوئے بلکہ وہ ازل سے آسمان پر موجود تھے۔ کیونکہ وہ رُوح اللہ ہیں۔ وہ غیر مخلوق ہیں اور کلمۂ خدا ہیں۔

"اور کلمہ مجسّم ہوا اور فضل اور سچّائی سے معمور
ہو کر ہمارے درمیان رہا" (انجیل شریف یوحنا ۱: ۱۴)۔

یعنی وہ جو ازلی کلمہ تھے انہوں نے جسم اختیار کیا اور رُوح اُلقُدس کی قدرت سے مجسّم ہو کر کنواری مریم سے پیدا ہوئے چونکہ مریم مُقدّسہ حضرت داؤد کے باپ یسّی کے خاندان سے تھیں اِس لیے حضور مسیح یسّی کے خاندان میں ایک نئی کونپل اور بار آور شاخ کی مانند تھے۔ گویا خدا تعالےٰ نے حضرت آدم کی پُرانی انسانیت کی شاخ پر ایک نئی انسانیت کی کونپل کا پیوند لگایا تاکہ جنابِ مسیح جو ازلی اور غیر مخلوق آسمانی ہیں، جسم میں ظاہر ہو کر انسانوں کے درمیان سکونت کریں۔ اور وہ دنیا میں نجات کا واحد وسیلہ بن کر انسانوں کے درمیان نجات کے کام انجام دیں۔ حضور مسیح نے اپنی ذات اور شخصیّت اور اپنے مقام کے متعلق بڑے واضح الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے۔

"مَیں اور باپ (یعنی خدا) ایک ہیں" (انجیل شریف یوحنا ۱۰: ۳۰)۔
(الٰہی ذات سے الٰہی ذات)

"مَیں خدا میں سے نکلا اور آیا ہوں" (انجیلِ شریف یُوحنّا ۸: ۴۲)۔
(یعنی خدا سے خدا)

"مَیں باپ میں سے نکلا اور دنیا میں آیا ہوں۔
پھر دنیا سے رخصت ہو کر باپ کے پاس
جاتا ہوں" (انجیل شریف یوحنا ۱۶ : ۲۸)۔
(یعنی زندگی سے زندگی)

پس ثابت ہوا کہ حضور مسیح جنہوں نے انسانی شکل اختیار کی خُدا تعالےٰ سے صادر ہیں یعنی خُدا سے خُدا، برحق سے برحق، نُور سے نُور۔ اور زِندگی سے زندگی۔ آپ ازل سے آسمان پر خدا تعالےٰ کے ساتھ ایک وحدت میں پیوست ہیں اور خُدائے واحد ہیں یاد رکھیئے کہ کوئی شخص بھی کامل بے گناہ اور بے عیب اور بے داغ انسانیت اور اُلُوہیّت کی ساری معموری کے بغیر خُدا تعالےٰ اور انسان کا درمیانی، خُدا تعالےٰ کے ساتھ انسان کے میل ملاپ کا وسیلہ، کفّارہ اور نجات کا دروازہ نہیں بن سکتا۔ چنانچہ کامل انسانیت کی شان اور اُلُوہیّت کی ساری معموری کا مجسّم جلال فقط آپ کی ذاتِ بابرکات میں نمایاں طور پر ظاہر اور روشن ہوا ہے جس کو دنیا کے ذی عقل محققّین اور علم دوست مفکرّین نے بدلائل و اثباتِ کلامِ ربّانی بخوشی تسلیم و قبول کر لیا ہے کہ حضرت عیسیٰ مسیح کامل خدا اور کامل انسان ہیں۔ آپ کا خدا تعالےٰ اور انسان کے ساتھ ایک خاص تعلق اور رشتہ ہے یہی وجہ ہے کہ حضورِ مسیح ایک واحد بے مثال شخص ہیں اور صرف آپ ہی خدا تعالےٰ اور انسان کے درمیانی ہیں۔

اِنسان کی انسانیّت خواہ کتنی ہی اعلےٰ کیوں نہ ہو، وہ پھر بھی انسان ہے۔ وہ نبی، رسول، ملہم کیوں نہ ہو پھر بھی وہ صرف انسان ہے اور اس کا خُدا تعالےٰ کے ساتھ ذاتی رشتہ نہیں ہو سکتا، کیوں کہ خدا نُور ہے اور انسان

خاک سے ہے۔ صرف حضرت عیسیٰ مسیح ہی ایک واحد اور بے مثال شخص ہیں جن کی زندگی، کام اور کلام سے خدا تعالےٰ کے ساتھ اُن کی واحد ذات ہونے کا دعوےٰ برحق اور راست ثابت ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے :-

"کوئی باپ (یعنی خُدا) کو نہیں جانتا سوا بیٹے کے اور اُس کے جس پر بیٹا اُسے ظاہر کرنا چاہے" (انجیل شریف متی ۱۱ : ۲۷)۔
"کوئی میرے وسیلہ کے بغیر باپ کے پاس نہیں آتا"
(انجیل شریف یوحنا ۱۴ : ۶)۔

اگر فرضِ محال حضور مسیح کے یہ دعوےٰ غلط ہوتے تو خدا تعالےٰ آپ کی ہرگز نہ سنتا۔ اور نہ آپ کے قُم باذن اللہ کہنے سے مردوں میں زندگی آتی، نہ جنم کے اندھوں کو بینائی حاصِل ہوتی، نہ کوڑھی پاک صاف ہوتے، نہ مفلوج، مرگی والوں، بدرُوحوں والوں اور طرح طرح کے بیماروں کو شفا حاصِل ہوتی نہ وہ دنیا کے کفّارہ کے لیے صلیبی موت اور قبر پر غالب آتے، نہ وہ تیسرے دن مرُدوں میں سے زندہ ہوتے، نہ وہ صعُود فرما کر "عالمِ بالا پر کبریا کی دہنی طرف" بیٹھتے اور نہ دنیا آپ کی آمدِ ثانی کا اس قدر گرمجوشی سے انتظار کرتی۔ مُقدّس پولُس رسُول نے فرمایا ہے کہ

خدا ایک ہے اور خدا اور انسان کے بیچ میں درمیانی بھی ایک یعنی مسیح یسوؔع جو انسان ہے (انجیل شریف ۱۔ تیمتھیس ۲ : ۵)۔ مطلب یہ ہے کہ خدا نے مسیح میں ہو کر اپنے ساتھ دنیا کا میل ملاپ کر لیا" (انجیل شریف ۲۔ کرنتھیوں ۵ : ۱۹) "کیونکہ الوہیت کی ساری معموری اسی میں مجسّم ہو کر سکونت کرتی ہے" (انجیل شریف کلسیوں ۲ : ۹)۔
اگر تُو اپنی زبان سے یسوؔع کے خداوند ہونے کا اقرار کرے اور اپنے دل سے ایمان لائے کہ خدا نے اسے مرُدوں میں سے جلایا تو نجات پائیگا" (انجیل شریف رومیوں ۱۰ : ۹)۔

CamScanner

نجات دہندہ کی پیدائش کی خوشخبری

"چھٹے مہینے میں جبرائیل فرشتہ خدا کی طرف سے گلیل کے ایک شہر میں جس کا نام ناصرۃ تھا۔ ایک کنواری کے پاس بھیجا گیا۔ جس کی منگنی داؤد کے گھرانے کے ایک مرد یوسف نام سے ہوئی تھی۔ اور اس کنواری کا نام مریم تھا۔ اور فرشتہ نے اُس کے پاس اندر آکر کہا۔ سلام تجھ کو جس پر فضل ہوا ہے! خداوند تیرے ساتھ ہے۔ وہ اس کلام سے بہت گھبرا گئی۔ اور سوچنے لگی کہ یہ کیسا سلام ہے؟ فرشتہ نے اس سے کہا۔

اَے مریم خوف نہ کر کیونکہ خدا کی طرف سے تجھ پر فضل ہُوا ہے۔ اور دیکھ تو حاملہ ہوگی اور تیرے بیٹا ہوگا۔ اس کا نام یسوؔع رکھنا۔ وہ بزرگ ہوگا اور خدا تعالےٰ کا بیٹا کہلائے گا اور خداوند خدا اُس کے باپ داؤد کا تخت اُسے دے گا۔ اور وہ یعقوب کے گھرانے پر ابد تک بادشاہی کریگا۔

اور اُس کی بادشاہی کا آخر نہ ہوگا۔

مریم نے فرشتہ سے کہا:۔

یہ کیونکر ہوگا جب کہ مَیں مرد کو نہیں جانتی؟

اور فرشتہ نے جواب میں اُس سے کہا کہ:۔

رُوح اُلقُدس تجھ پر نازل ہوگا۔

اور خُدا تعالےٰ کی قدرت تجھ پر سایہ ڈالے گی۔

اور اس سبب سے وہ مولُودِ مقدّس خدا کا بیٹا کہلائے گا" (انجیل شریف لوقا ۱: ۲۶ - ۳۵)۔

ذیل کی آیات پر دوبارہ غور فرمایئں تاکہ آپ کو مریم مُقدّسہ کی شخصیّت کا علم ہو۔

(۱) جبرائیل فرشتہ نے مریم سے کہا:۔

"سلام تجھ کو جس پر فضل ہُوا ہے۔ خُداوند تیرے ساتھ ہے" (انجیل شریف، لوقا ۱: ۲۸)۔

(۲) مریم نے فرشتہ سے کہا۔

یہ کیونکر ہوگا جبکہ مَیں مرد کو نہیں جانتی؟ (انجیل شریف لوقا ۱: ۳۴)۔

(۳) اور فرشتہ نے جواب میں اُس سے کہا کہ

"رُوح اُلقُدس تجھ پر نازل ہوگا اور خدا تعالےٰ کی قدرت تجھ پر سایہ ڈالے گی اور اس سبب سے وہ مولُودِ مُقدّس خدا کا بیٹا کہلائے گا" (انجیل شریف لوقا ۱: ۳۵)۔

"اب یسوؔع مسیح کی پیدائش اس طرح ہوئی کہ جب اس کی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہوگئی تو اُن کے اکٹھے ہونے سے پہلے وہ رُوح اُلقُدس کی قدرت سے حاملہ پائی گئی۔ پس اس کے شوہر یوسف نے جو راستباز تھا۔ اور اُسے بدنام کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اُسے چپکے سے چھوڑ دینے کا ارادہ کیا۔ وہ اِن باتوں کو سوچ ہی رہا تھا کہ خداوند کے فرشتہ نے اُسے خواب میں دکھائی دے کر کہا۔ اَے یوسف ابنِ داؤد،

اپنی بیوی مریم کو اپنے ہاں لے آنے سے نہ ڈر۔ کیونکہ جو اس کے پیٹ میں ہے، وہ رُوح اُلقدُس کی قدرت سے ہے۔ اُس کے بیٹا ہوگا۔ اور تو اُس کا نام یسوعؔ رکھنا۔ کیونکہ وہی اپنے لوگوں کو اُن کے گناہوں سے نجات دیگا۔ یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ جو خُداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا وہ پورا ہو کہ

دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی۔ اور اس کا نام عمانوایل رکھیں گے۔

جس کا ترجمہ ہے — خدا ہمارے ساتھ۔

پس یوسفؔ نے نیند سے جاگ کر ویسا ہی کیا۔ جیسا خُداوند کے فرشتہ نے اُسے حکم دیا تھا۔ اور اپنی بیوی کو اپنے ہاں لے آیا اور اُس کو نہ جانا جب تک اس کے بیٹا نہ ہوا۔ اور اس کا نام یسوعؔ رکھا۔" (انجیل شریف متی ۱: ۱۸-۲۵)۔

ذیل کی ان آیات پر دوبارہ غور کیجئے تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ فی الحقیقت "مسیح آسمانی شخص ہیں جو رُوح اُلقدُس کی قدرت سے مجسّم ہو کر کنواری مریمؔ سے پیدا ہوئے۔"

(۱) "اُن کے اکٹھے ہونے سے پہلے وہ رُوح اُلقدُس کی قدرت سے حاملہ پائی گئی"

(۲) "یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا۔ وہ پورا ہو کر دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی۔ اور بیٹا جنے گی۔"

آپ غور فرمائیں کہ کس طرح خدا تعالےٰ نے حضرت جبرائیل کو مریمؔ

مُقدّسہ اور حضرت یُوسفؔ کے پاس بھیج کر حضور مسیح کی بے باپ ولادت کے معاملہ میں اُن کی مکمل رہنمائی کی اور اُن کے اور ساری انسانی دنیا کے تمام شکوک ہمیشہ کے لئے رفع کر دیئے کہ

"جو اس کے پیٹ میں ہے

وہ رُوح القُدس کی قدرت سے ہے۔"

"اور وہ مولُودِ مُقدّس خدا کا بیٹا کہلائے گا۔"

نجات دہندہ کی پیدائش کہاں ہوئی؟

"اُن دنوں میں ایسا ہُوا کہ قیصر اَوگوستُس کی طرف سے یہ حکم جاری ہوا کہ ساری دنیا کے لوگوں کے نام لکھے جائیں۔ یہ پہلی اِسم نویسی سوریہ کے حاکم کورنیُس کے عہد میں ہوئی۔ اور سب لوگ نام لکھوانے کے لئے اپنے اپنے شہر کو گئے۔ پس یوسفؔ بھی گلیل کے شہر ناصرۃ سے داؤدؔ کے شہر بیتؔ لحم کو گیا۔ جو یہودیہ میں ہے۔ اِس لئے کہ وہ داؤدؔ کے گھرانے اور اولاد سے تھا۔ تاکہ اپنی منگیتر مریمؔ کے ساتھ جو حاملہ تھی نام لکھوائے۔ جب وہ وہاں تھے تو ایسا ہوا کہ اس کے وضع حمل کا وقت آ پہنچا۔ اور اُس کا پہلوٹھا بیٹا پیدا ہوا۔ اور اُس نے اس کو کپڑے میں لپیٹ کر چرنی میں رکھا۔ کیونکہ ان کے واسطے سرائے میں جگہ نہ تھی۔

اُسی علاقہ میں چرواہے تھے۔ جو رات کو میدان میں رہ کر اپنے گلہ کی نگہبانی کر رہے تھے۔ اور خداوند کا فرشتہ ان کے پاس آ کھڑا ہوا۔ اور خداوند کا جلال اُن کے چوگرد چمکا اور وہ نہایت ڈر گئے۔ مگر فرشتہ نے اُن سے کہا ڈرو مت۔ کیونکہ دیکھو میں تمہیں بڑی خوشی کی بشارت دیتا ہوں۔ جو ساری اُمت کے واسطے ہوگی کہ آج داؤدؔ کے شہر میں تمہارے لئے ایک مُنجی پیدا ہوا ہے یعنی مسیح خداوند۔ اور اس کا تمہارے لئے یہ نشان ہے کہ تم ایک بچہ کو کپڑے میں لپٹا اور چرنی میں پڑا ہوا پاؤ گے اور یکایک

اس فرشتہ کے ساتھ آسمانی لشکر کی ایک گروہ خُدا کی حمد کرتی اور یہ کہتی ظاہر ہوئی کہ:-

عالمِ بالا پر خدا کی تمجید ہو
اور زمین پر اُن آدمیوں میں جن سے وہ راضی ہے صُلح۔

جب فرشتے اِن کے پاس سے آسمان پر چلے گئے تو ایسا ہوا کہ چرواہوں نے آپس میں کہا کہ آؤ بیتؔ لحم تک چلیں اور یہ بات جو ہوئی ہے اور جس کی خداوند نے ہم کو خبر دی ہے دیکھیں۔ پس انہوں نے جلدی سے جا کر مریمؔ اور یوسفؔ کو دیکھا اور اس بچہ کو چرنی میں پڑا پایا۔ اور اُنہیں دیکھ کر وہ بات جو اس لڑکے کے حق میں اُن سے کہی گئی تھی مشہور کی" (انجیل شریف لوقا ۲ : ۱ - ۱۷)۔

فرشتوں کا یہ گیت دوبارہ پڑھیں:-

"عالِم بالا پر خدا کی تمجید ہو
اور زمین پر اُن آدمیوں میں جن سے وہ راضی ہے صُلح"

اس گیت سے صاف صاف ظاہر ہے کہ "مسیح صُلح کا پیغام لے کر آئے تھے۔ چنانچہ آپ نے صلح کے کام کئے۔ کیونکہ آپ سلامتی کے شہزادے اور صُلح کے بادشاہ ہیں۔

آپ نے فرمایا ہے کہ مَیں
لوگوں کی جان برباد کرنے نہیں
بلکہ بچانے آیا ہُوں۔ (انجیل شریف، لوقا ۹ : ۵۶)۔

کتابِ مُقدّس اور فرشتوں کی آسمانی شہادتیں اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ "مسیح واحد شخص ہیں جو نجات کا وسیلہ" اور صلح کے بادشاہ ہیں۔

CamScanner

"اور کسی دوسرے کے وسیلہ سے نجات
نہیں کیونکہ آسمان کے تلے آدمیوں کو کوئی
دوسرا نام نہیں بخشا گیا جس کے وسیلہ
سے ہم نجات پا سکیں"
(انجیلِ شریف اعمال ۴ : ۱۲)۔

نجات دہندہ ایک تواریخی شخص تھا؟

یہودی قوم صدیوں سے اپنی الہامی کتابوں یعنی توریت، زبور اور صحائف الانبیاء کی روشنی میں حضرت عیسیٰ مسیح کی آمد کی منتظر اور آپ کے دیدار کی خواہشمند تھی چنانچہ انجیلِ مُقدّس میں لکھا ہے کہ

"جب وقت پورا ہو گیا
تو خُدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا جو عورت سے
پیدا ہوا" (گلتیوں ۴ : ۴)۔

جس زمانہ میں حضور المسیح مجسم ہو کر متولّد ہوئے اُن دنوں رُومی شہنشاہ قیصر اوگوستُس ملک فلسطین پر حکمران تھا۔ لیکن جب آپ تیس ۳۰ برس کے ہُوئے تو قیصر اوگوستس کی جگہ تبریُس قیصر کی حکومت کا پندرھواں سال تھا۔ چنانچہ لوقا کی انجیل ۳ باب ۱، ۲ آیات میں یوں لکھا ہے کہ

"تبریُس قیصر کی حکومت کے پندرھویں برس جب پنطُس پیلاطُس یہودیہ کا حاکم تھا اور ہیرودیس گلیل کا۔ اور اس کا بھائی فلپُس اِتوریہ اور ترخونی تِس کا اور لِسانیاس اَبلینے کا حاکم تھا اور حنا اور کائِفا سردار کاہن تھے"۔

حضرت عیسیٰ مسیح کی پیدائش اور حالاتِ زندگی کے ساتھ ساتھ انجیلِ مُقدّس میں اس لئے رومی حکمرانوں کا تواریخی ذکر آیا ہے تاکہ آپ کو معلوم ہو

جائے کہ عیسیٰ مسیح ایک تواریخی شخص ہیں نہ کہ فرضی شخص۔ چنانچہ مسیحیت ایک تواریخی مذہب ہے۔

چونکہ اِس کا تعلق نہ صرف ایک تواریخی شخص کے ساتھ ہے۔ بلکہ اُس زمانہ کی جغرافیائی اور سیاسی تواریخ کے ساتھ بھی ہے، اِس لئے انجیلِ شریف میں المسیح کی پیدائش اور آپ کی زمینی خدمات کے ابتدائی ایام کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ آپ حضرت داؤد کے آبائی شہر بیت لحم میں پیدا ہوئے جو فلسطین کے صوبہ یہودیہ میں ہے (دیکھئے انجیلِ مُقدّس لوقا ۲ : ۴)۔ اور یہ کہ جس ملک میں آپ نے زمینی خدمت انجام دی وہ کتنے صوبوں میں منقسم تھا، اُن صوبوں کے اعلےٰ حکمران کون کون تھے اور وہ کس قوم اور مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔

اِن تواریخی، سیاسی، اور جغرافیائی حالات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور مسیح کے حالاتِ زندگی کی جو تصویر انجیلِ مُقدّس پیش کرتی ہے، وہ مکمل ہے، صحیح ہے، حقیقی ہے، سچّی ہے، تواریخی ہے اور صرف وہی محققّین اور مفکرّین کے لئے قابلِ قبول، اور قابلِ قدر ہے اس کے برعکس جن اشخاص نے حضور مسیح کے صدیوں بعد آکر آپ کے حالاتِ زندگی کی جو نئے رنگ میں تصویر پیش کی ہے وہ بالکل فرضی اور بناوٹی ہے۔ وہ اپنے سطحی دلائل کے باعث ناقابلِ قبول ہے۔ کیونکہ اُن کے پیش کردہ واقعات اور حالات سے آپ کی تواریخی شخصیّت کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، اور نہ ان کے پیش کردہ واقعات کی صحت کے اثبات میں کوئی چشم دید گواہ نظر آتا ہے۔ وہ اپنی معتبر کتابوں سے یہ بھی ثابت نہیں کر سکتے کہ عیسیٰ آسیح کس شہر میں پیدا ہوئے تھے۔ اور آپ نے کس ملک میں زمینی خدمات انجام دی ہیں۔ اور آپ کی تعلیم کیا تھی؟

حضور مسیح کی زمینی خدمات کے صدیوں بعد بعض نے نبوّت اور الہام الٰہی کو دُوسرا رنگ دے کر آپ کے حالاتِ زندگی، عالیشان کاموں، بے مثال کلام کی حقیقی تصویر اور عظمت کو مسخ صورت میں پیش کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ وہ آپ کی حقیقی عظمت، شان اور آسمانی ولازوال جاہ وجلال پر پردہ ڈالتے اور آپ کے تجسّم کے حقیقی اور بے مثال مقاصد کو چھپاتے ہیں تاکہ اپنے مثیلِ مسیح ہونے کے دعوے کے لئے جواز پیدا کر سکیں۔ لیکن ان کی یہ کوشش سُورج کو چراغ دکھانے کے مرادف ہے۔

کیا ایسے دعویدار حضور مسیح کا مقابلہ کر کے کبھی کامیاب ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ البتہ وہ صرف اپنے ساتھ اُس تاریک دنیا میں بسنے والوں ہی کو دھوکا دینے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

نجات دہندہ کے اُصولِ زندگی کیا تھے؟

حضرت عیسیٰ مسیح کی تعلیم اور کلام اور شخصیت نے دنیا میں بے مثال اور حیرت انگیز اثر چھوڑا ہے۔ اور آپ لوگوں کے ضمیر، روح اور قلب پر چھا گئے۔ آپ نے اپنی آسمانی قوّت کے زور اپنے مخالفوں اور دشمنوں کے ضمیر اور رُوح کو تسخیر کر لیا اور وہ آپ کے جانثار اور وفادار دوست بن گئے۔ آپ نے جبر و تشدّد کی بجائے محبّت کے رُوحانی ہتھیاروں سے کام لیا، کیونکہ آپ فی الحقیقت امن کے بانی اور صلح کے بادشاہ ہیں۔ آپ نیکی اور بھلائی کا سامان لے کر لوگوں کے پاس جاتے اور ان کی تکلیفوں اور بیماریوں اور مشکلات کو دُور کرنے کے لئے اپنا شفا کا ہاتھ ان کی طرف بڑھاتے تھے؛ جب لوگ حضور مسیح کے کسی جگہ پہنچنے کی خبر سن پاتے تو وہ دُور دُور سے دوڑ دوڑ کر آپ کے پاس آتے تاکہ آپ کا شیریں کلام سنیں۔ وہ اپنے بیماروں کو بھی آپ کے پاس لاتے تھے تاکہ اُن کو شفا دیں۔ اگر المسیح فوجی لشکر اور جنگی اسلحہ لے کر اُن کے پاس جاتے تو آپ غور فرمائیں کہ لوگوں پر کیا اثر ہوتا؟

حضور مسیح کی حیرت انگیز مقبولیت کے بارے میں مرقسؔ کی انجیل میں یوں مرقوم ہے کہ

کئی دن بعد جب وہ کفرنحومؔ میں پھر داخل ہوا تو سُنا گیا کہ وہ

گھر میں ہے۔ پھر اِتنے آدمی جمع ہو گئے کہ دروازہ کے پاس بھی جگہ نہ رہی اور وہ ان کو کلام سنا رہا تھا۔ اور لوگ ایک مفلوج کو چار آدمیوں سے اُٹھوا کر اُس کے پاس لائے۔" (انجیلِ شریف مرقس ۲ : ۱-۲)۔

حضور المسیح کا طریقۂ تبلیغ و تعلیم خشک نہ تھا۔ کیونکہ آپ میں "زندگی تھی اور وہ زندگی آدمیوں کا نُور تھی" (انجیلِ شریف، یُوحنّا ۱ : ۴)۔

چنانچہ آپ نے خُدا کی بادشاہی اور نجات کی خوشخبری کی منادی کی۔ اور بشارت کے ساتھ ساتھ آپ نے لوگوں کو اُن کی ہر طرح کی بیماریوں اور تکلیفوں سے شفا دی، مُردوں کو زندہ کیا اور بھُوک کے وقت اُنکو کھانے کے لئے روٹی اور مچھلی بھی دی۔ آپ کے ایک حواری متی نے انجیلِ مُقدّس میں یوں لکھا ہے کہ

"اور یسوعؔ تمام گلیل میں پھرتا رہا اور اُن کے عبادت خانوں میں تعلیم دیتا اور بادشاہی کی خوشخبری کی منادی کرتا اور لوگوں کی ہر طرح کی بیماری اور ہر طرح کی کمزوری کو دور کرتا رہا۔ اور اُس کی شہرت تمام سوریؔہ میں پھیل گئی اور لوگ سب بیماروں کو جو طرح طرح کی بیماریوں اور تکلیفوں میں گرفتار تھے اور اُن کو جن میں بدروحیں تھیں۔ اور مرگی والوں اور مفلوجوں کو اُس کے پاس لائے اور اس نے اُن کو اچھا کیا۔ اور گلیلؔ اور دِکپلسؔ اور یروشلیمؔ اور یہودیہؔ اور یردنؔ کے پار سے بڑی بھیڑ اُس کے پیچھے ہو لی" (انجیلِ شریف متی ۴ : ۲۳-۲۵)۔

"اُسی روز یسوعؔ گھر سے نکل کر جھیل کے کنارے جا بیٹھا اور
اُس کے پاس ایسی بڑی بِھیڑ جمع ہو گئی کہ وہ کشتی پر چڑھ
بیٹھا اور ساری بِھیڑ کنارے پر کھڑی رہی۔ اور اُس نے ان سے
بہت سی باتیں تمثیلوں میں کہیں۔"

(انجیلِ شریف متیّ ۱۳: ۱-۳)۔

"جب یسوعؔ نے یہ سُنا تو وہاں سے کشتی پر الگ کِسی ویران
جگہ کو روانہ ہوا۔ اور لوگ یہ سُن کر شہر شہر سے پیدل اُس کے
پیچھے گئے۔ اُس نے اُتر کر بڑی بِھیڑ دیکھی اور اسے اُن پر ترس
آیا۔ اور اُس نے اُن کے بیماروں کو اچھا کر دیا۔"

(انجیلِ شریف متیّ ۱۴: ۱۳-۱۴)۔

حضور مسیح کے تبلیغ و تعلیم کے طریقے خشک، نہ تھے بلکہ آپ کے طریقے
اور اصول آسمانی اور الٰہی اور نہایت دلچسپ تھے۔ آپ صاحبِ اختیار
تھے اور صاحبِ اختیار کی طرح کرتے تھے آپ نے فرمایا:۔

"تم جانو اور سمجھو کہ باپ مجھ میں ہے
اور مَیں باپ میں (انجیلِ شریف یوحنّا ۱۰: ۳۸)۔

مُقدّس متی رسُول نے لکھا ہے کہ

"بِھیڑ اس کی تعلیم سے حیران ہوئی کیونکہ وہ اُن کے فقیہوں کی
طرح نہیں بلکہ صاحبِ اختیار کی طرح اُن کو تعلیم دیتا تھا۔"

(انجیلِ شریف متیّ ۷: ۲۸-۲۹)۔

اُس نے حکم دیا ہے کہ

مَیں تم سے یہ کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور اپنے

ستانے والوں کے لئے دُعا کرو تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر
ہے بیٹے ٹھہرو" (انجیل شریف متی ۵: ۴۴-۴۵)۔

حضور مسیح نے لوگوں کو جو تعلیم دی وہ خود بھی اُس کے پُورے
پابند رہے۔ چنانچہ جب آپ اپنے دشمنوں کے ہاتھوں یروشلیم کے شہر
سے باہر کوہ کلوری پر ہزارہا لوگوں کے سامنے مصلوب ہوئے تو صلیب کے
اوپر اپنی جان کنی کے عین وقت آپ نے اپنے مصلوب کرنے والے دشمنوں
کے حق میں علانیہ معافی کے لئے خدا تعالےٰ سے کہا

"اے باپ اِن کو معاف کر
کیونکہ یہ جانتے نہیں کہ کیا کرتے
ہیں" (انجیلِ شریف لوقا ۲۳: ۳۴)۔

آپ نے بار بار اپنے لوگوں کو بتایا کہ "میں لوگوں کی جان ہلاک کرنے
نہیں بلکہ بچانے آیا ہوں"۔ چنانچہ انجیلِ مُقدّس کا ایک نہایت
دلچسپ واقعہ ملاحظہ فرمایئں:۔

"جب وہ دن نزدیک آئے کہ وہ اُوپر اُٹھایا جائے تو ایسا
ہُوا کہ اُس نے یروشلیم جانے کو کمر باندھی اور اپنے آگے قاصد
بھیجے۔ وہ جا کر سامریوں کے ایک گاؤں میں داخل ہوئے
تاکہ اُس کے لئے تیاری کریں۔ لیکن انہوں نے اُس کو ٹکنے نہ
دیا کیونکہ اُس کا رُخ یروشلیم کی طرف تھا۔ یہ دیکھ کر اُس کے
شاگرد یعقوبؔ اور یوحنّا نے کہا۔ اے خداوند، کیا تو چاہتا
ہے کہ ہم حکم دیں کہ آسمان سے آگ نازل ہو کر انہیں بھسم کر
دے جیسا ایلیاہ نے کیا؟ مگر اُس نے پھر کر انہیں جھڑکا اور کہا

"تم نہیں جانتے کہ تم کیسی رُوح کے ہو کیونکہ ابنِ آدم (یعنی مسیح) لوگوں کی جان برباد کرنے نہیں بلکہ بچانے آیا ہے۔ پھر وہ کسی اور گاؤں میں چلے گئے" (لوقا ۹: ۵۱-۵۶)۔

رات کے وقت گتسمنی باغ میں المسیح اپنے حواریوں کے ساتھ دُعا کر رہے تھے تو "ایک بڑی بھیڑ تلواریں اور لاٹھیاں لئے سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں کی طرف سے آ پہنچی" (متی ۲۶: ۴۷) تاکہ آپ کو مصلوب کرنے کے لئے پکڑیں۔ لیکن "جب اس کے ساتھیوں نے معلوم کیا کہ کیا ہونے والا ہے۔ تو کہا۔ اے خُداوند کیا ہم تلوار چلائیں اور اُن میں سے ایک نے سردار کاہن کے نوکر پر چلا کر اس کا دہنا کان اڑا دیا۔ یسوع نے جواب میں کہا۔ اتنے پر کفایت کرو۔ اور اس کے کان کو چھو کر اس کو اچھا کیا" (لوقا ۲۲: ۴۹-۵۱) اور کہا "جو تلوار کھینچتے ہیں وہ سب تلوار سے ہلاک کئے جائیں گے" (انجیل شریف ۲۶: ۵۲)۔

اپنے دشمنوں کے ساتھ حضور مسیح کے اس حسن سلوک کی داد دیجئے۔ آپ کے تحمل، ترس اور پیار پر قربان جایئے۔ کیا کوئی دوسرا شخص آپ کی مانند کر سکتا ہے؟ آپ کی فتح و نصرت اور کامیابی کے طریقے رُوحانی اور آسمانی محبت کے حامل تھے آپ نے حکم دیا کہ

"جیسا تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں، تم بھی ان کے ساتھ ویسا ہی کرو۔ اگر تم اپنے محبت رکھنے والوں ہی سے محبت رکھو تو تمہارا کیا احسان ہے۔ کیونکہ گنہگار بھی اپنے محبت رکھنے والوں سے محبت رکھتے ہیں۔۔۔ جیسا تمہارا باپ (یعنی خُدا

تعالیٰ) رحیم ہے تم بھی رحمدل ہو"

(انجیلِ شریف لوقا ۶: ۳۱-۳۲، ۳۶)۔

آپ کے طریقے آج بھی کامیاب، مؤثر اور مقبولِ عام ہیں۔ آپ نے اپنے مخالفوں اور خدا کے منکروں کو ہرگز ہرگز کافر اور واجب القتل قرار نہیں دیا اور نہ آپ نے دوستی کی بجائے دشمنی کا بیج بویا، بلکہ تمام دنیا کو محبت اور اخوت کا سبق دیا۔ آپ خود اپنی ساری زندگی بلا امتیاز مذہب و ملت دوسروں کے ساتھ بھلائی سے پیش آتے رہے۔ آپ نے اخلاق کا ایک ایسا اعلیٰ لاثانی نمونہ پیش کیا جس کی مثال تاریخ مذاہب میں ڈھونڈے سے نہیں ملتی۔ آپ نے اپنے پیروکاروں کو بھی یہی تلقین کی کہ وہ آپ کے نمونہ پر چلتے ہوئے اپنے دشمنوں سے بھی محبت رکھیں، دوسروں کے قصور معاف کریں اور بدی کے عوض بدی نہ کریں۔

پطرس رسُول بھی مسیحیوں کو المسیح کے نمونہ پر چلنے کی نصیحت کرتا ہے:۔

"ہاں اگر نیکی کر کے دکھ پاتے اور صبر کرتے ہو تو یہ خدا کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ اور تم اسی کے لئے بلائے گئے ہو کیونکہ مسیح بھی تمہارے واسطے دکھ اُٹھا کر تمہیں ایک نمونہ دے گیا ہے تاکہ اس کے نقشِ قدم پر چلو۔ نہ اس نے گناہ کیا اور نہ اُس کے منہ سے کوئی مکر کی بات نکلی، نہ وہ گالیاں کھا کر گالی دیتا تھا اور نہ دکھ پا کر کسی کو دھمکاتا تھا۔ بلکہ اپنے آپ کو سچے انصاف کرنے والے کے سپرد کرتا تھا۔ وہ آپ ہمارے گناہوں کو اپنے بدن پر لئے ہوئے صلیب پر چڑھ گیا تاکہ ہم گناہوں کے اعتبار سے مر کر راستبازی کے اعتبار سے جیئیں اور اُسی کے مار کھانے سے ہم نے شفا پائی"

(انجیلِ شریف پطرس ۲: ۲۰-۲۴)۔

حضورِ مسیح اگرچہ مظہرِ خدا تھے لیکن ساتھ ہی کامل انسان بھی تھے۔ آپ بے گناہ، بے عیب، بے داغ اور عظیم ترین بلکہ عجیب ترین شخص تھے۔ آپ کی پیدائش عجیب، آپ کی تعلیم عجیب، آپ کے کام عجیب، آپ کی موت عجیب۔ آپ کی قیامت عجیب، اور آپ کا صعودِ آسمانی بھی عجیب تھا۔ آپ تمام انسانوں کے دوست، غمگسار، جانثار اور گناہ کا بوجھ اُٹھانے والے نجات دہندہ تھے۔ یہاں تک کہ آپ نے صلیب پر اپنی جان دے دی اور خدا کے ساتھ انسان کا میل ملاپ کرا دیا۔ فی الحقیقت آپ "خدا کے جلال کا پرتو اور اُس کی ذات کا نقش تھے"۔ (انجیلِ شریف عبرانیوں ۱ : ۳)۔

جیسے باپ اپنے بیٹوں پر خواہ وہ بُرے ہوں۔ خواہ بھلے ترس کھاتا ہے، ویسے ہی المسیح کے دل میں تمام انسانوں کے لئے ایک عجیب اور بے نظیر محبّت اور ترس موجود ہے۔ آپ نے تمام دنیا کے گنہگاروں کے لئے اپنی جان دی تاکہ وہ آپ پر ایمان لاکر نجات حاصل کریں۔ اور اب جو آپ پُر ایمان ہیں آپ اُنہیں آسمانی قوّت، اور روحانی ہتھیاروں سے مسلح کرتے ہیں تاکہ وہ گناہ پر غالب آ سکیں اور پاکیزہ زندگی بسر کریں۔ جس شخص کو مسیح میں نجات کی آسمانی تسلی مل جاتی ہے۔ وہ گناہ سے نفرت کرنے لگتا ہے اور اس کی رُوحانی اور اخلاقی حالت بہتر ہوتی جاتی ہے۔ اور جس کی روحانی اور اخلاقی زندگی اچھی ہوگی اس کی شخصی زندگی، خاندانی زندگی، ازدواجی زندگی، مجلسی اور سیاسی زندگی بھی یقیناً اچھی ہوگی۔ لیکن جس شخص کی رُوحانی، باطنی اور اخلاقی زندگی خراب ہوگی اس کا یقیناً سب خراب ہوگا۔ انسان کی زندگی میں روحانی بیداری پیدا کرنے والا صرف زندہ خدا ہے۔ جو اپنے زندہ کلام کے وسیلہ سے بیداری پیدا کرتا ہے۔

چنانچہ حضور المسیح نے جو خدا کا زندہ کلام ہیں اپنے شاگردوں کی زندگی میں ایک عجیب اور بے مثال رُوحانی بیداری اور جوش پیدا کر دیا۔ ان کو ماہی گیر سے آدم گیر اور آدم گیر سے عالمگیر بنا دیا۔ قطرہ تھے دریا بن گئے۔ کمزور تھے قوّی بن گئے۔ خاکی تھے آسمانی بن گئے اور دنیا پر غالب آئے۔

کیا نجات دہندہ نے خدا کی مرضی پوری کی؟

ہم پڑھ چکے ہیں کہ اِنسان ابتدا سے کمزور اور فطرتاً گناہ کو پیار کرنے والا ثابت ہوا ہے اور خدا کی مرضی پوری کرنے میں ناکام رہا ہے۔ کیونکہ جب ابوالبشر حضرت آدمؑ قائم نہ رہ سکے تو پھر بھلا نسلِ آدم میں سے ایسا کون انسان ہے جس کا میلانِ طبع گناہ سے ہٹ کر ہمیشہ خدا کی طرف مائل رہے اور وہ کامل طور پر بے عیب اور بے داغ ہو؟

صرف حضور المسیح ہی ایک واحد شخص ہیں جو آسمانی ہیں۔ وہ مجسّم ہوئے آپ نے انسانی شکل اختیار کی اور کنواری مریمؑ سے پیدا ہوئے۔ المسیح پاک، مُقدّس، بے عیب اور بے داغ ہیں۔ آپ نے خدا کی ساری مرضی پر پُورا پُورا عمل کیا، اور خدا کی پاک مرضی کے مطابق ہی نجاتِ انسانی کے لئے صلیبی موت کا دکھ بھی سہا، اور بلا امتیاز تمام انسانوں کے ساتھ نیکی اور بھلائی کا سلوک کیا۔ آپ نے فرمایا ہے

"تم میں کون مجھ پر گناہ ثابت کرتا ہے"؟ (انجیلِ شریف،
یوحنا ۸ : ۴۶)۔

"باپ مجھ سے اِس لئے محبّت رکھتا ہے
کہ مَیں اپنی جان دیتا ہوں
تاکہ اُسے پھر لے لُوں" (انجیلِ شریف یُوحنّا ۱۰ : ۱۷)۔

"مَیں آسمان سے اِس لئے نہیں اُترا ہُوں
کہ اپنی مرضی کے موافق عمل کروں
بلکہ اس لئے کہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی کے
موافق عمل کروں" (انجیلِ شریف یُوحنا ۶ : ۳۸)۔

"کیونکہ مَیں ہمیشہ وہی کام کرتا ہوں
جو اُسے (یعنی خدا کو) پسند آتے ہیں"
(انجیلِ شریف یُوحنّا ۸ : ۲۹)۔

گتسمنی باغ میں جب آپ کی جان صلیب کی اذیتّوں سے گھبرا رہی تھی تو اُس وقت بھی آپ نے کہا :۔

"اے باپ، اگر تو چاہے تو یہ پیالہ مجھ سے
ہٹا لے تو بھی میری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی
پوری ہو" (انجیلِ شریف لوقا ۲۲ : ۴۲)۔

حضور مسیح نے خدا کی کامل مرضی اور ساری خوشی پوری کرنے کے لئے اپنے سارے آرام، دلچسپیوں اور رغبتوں کو یکسر خیرباد اور قربان کر دیا۔ آپ کی فتح کا راز قدم قدم پر خدا کی بے عیب، اور بے داغ مرضی کی بجا آوری میں تھا۔

ابوالبشر حضرت آدم نے آزمائش کے وقت شیطان کے آگے ہتھیار ڈال دیئے اور وہ خدا کی مرضی پوری کرنے میں ثابت قدم نہ رہے اور باغِ عدن سے نکال دیے گئے، اور خدا کی حضوری سے دُور ہو گئے۔ لیکن حضور مسیح کی بابت لکھا ہے کہ آپ ابلیس سے آزمائے گئے اور غالب آئے۔

"چالیس دن اور چالیس رات فاقہ کرکے آخر کو اُسے بھوک

لگی اور آزمانے والے نے پاس آکر اُس سے کہا اگر تو خُدا
کا بیٹا ہے تو فرما کہ یہ پتھر روٹیاں بن جائیں۔ اُس نے جواب
میں کہا۔ لکھا ہے کہ آدمی صرف روٹی ہی سے جیتا نہ رہے گا
بلکہ ہر بات سے جو خدا کے منہ سے نکلتی ہے۔ تب ابلیس
اُسے مُقدّس شہر میں لے گیا اور ہیکل کے کنگرے پر کھڑا
کر کے اس سے کہا کہ اگر تُو خدا کا بیٹا ہے تو اپنے تئیں
نیچے گرا دے۔ کیونکہ لکھا ہے کہ

وہ تیری بابت اپنے فرشتوں کو حکم دے گا
اور وہ تجھے ہاتھوں پر اٹھا لیں گے ایسا نہ
ہو کہ تیرے پاؤں کو پتھر سے ٹھیس لگے۔

(انجیلِ شریف متی ۴ : ۲ تا ۶)۔

"یسوع نے اُس سے کہا یہ بھی لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے خُدا کی
آزمائش نہ کر۔ پھر ابلیس اُسے ایک بہت اُونچے پہاڑ پر لے گیا اور دنیا
کی سب سلطنتیں اور ان کی شان و شوکت اُسے دکھائی اور اُس سے
کہا اگر تُو جھک کر مجھے سجدہ کرے تو یہ سب کچھ تجھے دے دوں گا۔ یسوع
نے اُس سے کہا، اے شیطان دُور ہو کیونکہ لکھا ہے کہ تو خُداوند اپنے خُدا
کو سجدہ کر اور صرف اُسی کی عبادت کر۔ تب ابلیس اُس کے پاس
سے چلا گیا اور دیکھو فرشتے آکر اُس کی خدمت کرنے لگے"

(انجیلِ شریف متی ۷ : ۲-۱۱)۔

آپ نے دیکھا کہ خدا تعالےٰ کی مرضی کو پورا کرنے کے لئے

حضرت عیسیٰ مسیح کس طرح شیطان سے آزمائے گئے۔ لیکن غالب آئے۔
اور پھر فرشتے آکر آپ کی خدمت کرنے لگے۔ اب اس کا مقابلہ حضرت آدم
کی آزمائش سے کیجئے۔

حضرت آدم بھی شیطان سے آزمائے گئے۔ لیکن گر گئے
اور باغِ عدن سے باہر نکال دے گئے۔

نجات دہندہ کی تعلیم آسمانی اور لاثانی تھی

مخالفینِ خدا کو نیکی اور بھلائی کے روحانی ہتھیاروں کے ذریعہ اپنا دوست اور اپنا مدح خواں بنانے میں جو حیرت انگیز کامیابی اور فتح عظیم جناب مسیح کو حاصل ہوئی ہے، اُس کی کوئی مثال نہیں ہے، بلکہ آپ کے شاگردوں کا بھی کوئی مقابلہ نہیں ہے۔ آپ کے ایک حواری پطرس کے ایک ہی وعظ سے تین ہزار لوگ ایک ہی وقت میں حضورِ مسیح پر ایمان لے آئے۔ پڑھ کر دیکھ لیجئے انجیلِ شریف، اعمال ۲ باب ۴۱ آیت۔ حضورِ مسیح اپنی بے مثال اور لازوال محبّت کے وسیلہ سے لوگوں کے جذبات، خیالات اور دلوں میں جذب، جاگزین اور حکمران ہو گئے۔ اور ان کے دلوں کو تسخیر کر لیا۔ چنانچہ اسرائیلی قوم کے چھوٹے سے لے کر بڑے بڑے مذہبی رہنماؤں تک۔ یعنی فریسیوں اور سردار کاہنوں کو ایک بڑی بھاری فکر لاحق ہو گئی۔ وہ چلّا اُٹھے کہ اگر "ہم اُس کو یوں ہی آزاد چھوڑ دیں گے تو سب لوگ اُس پر ایمان لے آئیں گے۔" چنانچہ انجیلِ مُقدّس میں یوں لکھا ہے :-

"پس سردار کاہنوں اور فریسیوں نے صدر عدالت کے لوگوں کو جمع کر کے کہا۔ "ہم کرتے کیا ہیں؟ یہ آدمی (یعنی۔۔ مسیح یسوؔع) تو بہت معجزے دکھاتا ہے۔ اگر ہم اُسے یوں چھوڑ دیں تو سب

اس پر ایمان لے آئیں گے اور رُومی آ کر ہماری جگہ اور قوم دونوں پر قبضہ کر لیں گے۔" (یُوحنّا ۱۱ : ۴۷ - ۴۸)۔

آج بھی اگر آپ کے پیروکار آپ کی سیرت کما حقہٗ طور پر اپنی زندگی سے نمایاں کریں تو بہت سے لوگ آپ پر ایمان لے آئیں گے۔

"پس یہودیوں میں سے عوام یہ معلوم کر کے کہ وہ وہاں ہے نہ صرف یسوؔع کے سبب سے آئے بلکہ اس لئے بھی کہ لعزؔر کو دیکھیں جسے اس نے مُردوں میں سے جِلایا تھا۔ لیکن سردار کاہنوں نے مشورہ کیا کہ لعزؔر کو بھی مار ڈالیں کیونکہ اس کے باعث بہت سے یہودی چلے گئے اور یسوؔع پر ایمان لائے۔"

دوسرے دن بہت سے لوگوں نے جو عید میں آئے تھے یہ سُن کر کہ یسوؔع یرؔوشلیم میں آتا ہے کھجُور کی ڈالیاں لیں۔ اور اُس کے استقبال کو نکل کر پکارنے لگے کہ ہوشعنا! مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام پر آتا ہے اور اسرائیل کا بادشاہ ہے۔ جب یسوؔع کو گدھے کا بچّہ ملا تو اُس پر سوار ہوا جیسا کہ لکھا ہے کہ اَے صیّون کی بیٹی مت ڈر۔ دیکھ تیرا بادشاہ گدھے کے بچّے پر سوار ہوا آتا ہے۔ اُس کے شاگرد پہلے تو یہ باتیں نہ سمجھے۔ لیکن جب یسوؔع اپنے جلال کو پہنچا تو اُن کو یاد آیا کہ یہ باتیں اُس کے حق میں لکھی ہوئی تھیں۔ اور لوگوں نے اس کے ساتھ یہ سلوک کیا تھا۔ پس اُن لوگوں نے گواہی دی۔ جو اُس وقت اُس کے ساتھ تھے۔ جب اُس نے لعزؔر کو قبر سے باہر بلایا اور مُردوں میں جِلایا تھا اسی سبب سے لوگ اس کے استقبال کو نکلے

کہ اُنہوں نے سنا تھا کہ اُس نے یہ معجزہ دکھایا ہے۔ پس فریسیوں
نے آپس میں کہا۔ سوچو تو تم سے کچھ نہیں بن پڑتا۔" **دیکھو جہان
اُس کا پیرو ہو چلا**" (انجیل شریف یوحنا ۱۲ : ۹ - ۱۹)۔

حضور مسیح کے کلام یعنی انجیلِ مُقدّس کی تاثیر اور حیرت انگیز مقبولیت
کو دیکھ کر بعض لوگ آج بھی فریسیوں کی طرح یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ

"سوچو تو تم سے کچھ نہیں بن پڑتا۔
دیکھو جہان اس کا پیرو ہو چلا ہے"۔

حضور المسیح نے اپنے ایمانداروں کو سکھایا ہے کہ تم خُدا کے ہو اور
ایک ہی خاندان کے افراد ہو۔ تمہاری زندگی اور تمہارا سارا مال و متاع خدا تعالےٰ کا ہے۔
اپنا مال خدا تعالےٰ کی راہ میں یعنی غُربا اور مساکین، اور محتاجوں میں بافراط
مُفت تقسیم کرو۔ کیونکہ اس طرح کرنے سے تم اپنے لئے آسمان پر
مال جمع کرو گے۔

"جہاں نہ کیڑا خراب کرتا ہے نہ زنگ
اور نہ وہاں چور نقب لگاتے اور چُراتے ہیں
کیونکہ جہاں تیرا مال ہے وہیں تیرا دل بھی
لگا رہے گا" (انجیل شریف متی ۶ : ۲۰ - ۲۱)۔

حضور مسیح نے خدا کی بادشاہی کے وارث ہونے کے لئے جو حکم ارشاد
فرمایا ہے اسے ملاحظہ فرمائیں کہ:-

"جب ابن آدم (مسیح) اپنے جلال میں آئے گا اور سب فرشتے
اس کے ساتھ آئیں گے تب وہ اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے
گا۔ اور سب قومیں اس کے سامنے جمع کی جائیں گی اور وہ

ایک کو دوسرے سے جُدا کرے گا۔ جیسے چرواہا بھیڑوں کو
بکریوں سے جُدا کرتا ہے۔ اور بھیڑوں کو اپنے دہنے اور
بکریوں کو بائیں کھڑا کرے گا۔ اس وقت بادشاہ اپنے دہنی
طرف والوں سے کہے گا آؤ میرے باپ کے مُبارک لوگو جو
بادشاہی بنایِ عالم سے تمہارے لئے تیار کی گئی ہے اُسے
میراث میں لو۔ کیونکہ مَیں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا کھلایا۔
مَیں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی پلایا۔ مَیں پردیسی تھا تم نے
مجھے اپنے گھر میں اُتارا۔ ننگا تھا تم نے مجھے کپڑا پہنایا۔ بیمار
تھا تم نے میری خبر لی۔ قید میں تھا تم میرے پاس آئے۔ تب
راستباز جواب میں اس سے کہیں گے۔ اَے خداوند! ہم نے
کب تجھے بھُوکا دیکھ کر کھانا کھلایا۔ پیاسا دیکھ کر پانی پلایا؟
ہم نے کب تجھے پردیسی دیکھ کر گھر میں اُتارا؟ یا ننگا دیکھ
کر کپڑا پہنایا؟ ہم کب تجھے بیمار یا قید میں دیکھ کر تیرے پاس
آئے؟ بادشاہ جواب میں اُن سے کہے گا مَیں تم سے سچ
کہتا ہُوں کہ جب تم نے میرے اِن سب سے چھوٹے بھائیوں
میں سے کسی کے ساتھ یہ سلوک کیا تو میرے ہی ساتھ
کیا" (انجیل شریف متی ۲۵ : ۳۱ - ۴۰)۔

حضور مسیح نے برادرانہ محبّت، خدمت اور اخوّت کی جو تعلیم دی،
اُس کی کوئی مثال نہیں ہے۔ آپ نے تلوار کی جگہ محبّت، اور جنگ کی جگہ نیکی
اور بھلائی اور قتل کی جگہ قربانی اور مہربانی کی تعلیم دی ہے۔ چنانچہ آج بھی دنیا
میں زندہ کلیسیائیں یعنی مسیحی جماعتیں اُسی مسیحی رُوح میں بلا امتیاز رنگ و

نسل، ملک و قوم محبت اور قربانی سے نیکی اور بھلائی کی خدمات انجام دینے میں پیش پیش ہیں۔ حضور مسیح نے اپنے شاگردوں کو محبت کا درس دیتے ہوئے فرمایا کہ:-

"اگر تم اپنے محبت رکھنے والوں ہی سے محبت رکھو تو تمہارے لیے کیا اجر ہے؟ کیا محصول لینے والے بھی ایسا نہیں کرتے؟ اور اگر تم فقط اپنے بھائیوں ہی کو سلام کرو تو کیا زیادہ کرتے ہو؟ کیا غیر قوموں کے لوگ بھی ایسا نہیں کرتے؟ پس چاہیئے کہ تم کامل ہو جیسا تمہارا آسمانی باپ کامل ہے"

(انجیلِ شریف متی ۵: ۴۶-۴۸)-

"پس جو کچھ تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں۔ وہی تم بھی اُن کے ساتھ کرو۔ کیونکہ توریت اور نبیوں کی تعلیم یہی ہے" (انجیلِ شریف متی ۷: ۱۲)-

حضور مسیح نے فرمایا ہے کہ بلا امتیاز سب انسانوں کے ساتھ نیکی اور بھلائی کا دائرہ وسیع کردو۔ جیسے خدا تعالےٰ کا سورج بدوں اور نیکوں دونوں پر یکساں چمکتا ہے اور اپنی روشنی سے سب کو فیضیاب کرتا ہے۔ اور راستبازوں اور ناراستوں دونوں پر یکساں مینہ برساتا ہے تاکہ سب لوگوں کو زندگی اور خوراک میسر آئے:-

"وہ اپنے سورج کو بدوں اور نیکوں دونوں پر چمکاتا ہے اور راستبازوں اور ناراستوں دونوں پر مینہ برساتا ہے"

(انجیلِ شریف متی ۵: ۴۵)

آپ نے یہودیوں اور غیر یہودیوں کے درمیان بلا امتیاز خدمت

کا جو نمونہ دیا ہے اس کو ملاحظہ فرمائیں:-

۱- آپ نے یونانی سُورفنیکی قوم کی ایک عورت کی لڑکی میں سے بدرُوح کو نکالا۔ (انجیلِ شریف مرقس ۷: ۲۴-۳۰)-

۲- آپ نے جن دس کوڑھیوں کو شفا دی ان میں ایک سامری تھا جو آپ کے پاس لوٹ کر آیا۔

(انجیلِ شریف، لوقا ۱۷: ۱۲-۱۶)-

"اور اُس شہر کے بہت سے سامری اس عورت کے کہنے سے جس نے گواہی دی کہ اُس نے میرے سب کام مجھے بتا دیئے اس پر ایمان لائے" (انجیلِ شریف یُوحنا ۴: ۳۹)-

۳- ایک کنعانی عورت کے بڑے ایمان کی تعریف کی اور اُسکی بیٹی کو شفا دی۔ (انجیلِ شریف متی ۱۵: ۲۲-۲۸)-

۴- ایک رُومی صوبے دار کے خادم کو شفا دی۔

(انجیلِ شریف، متی ۸: ۵-۱۳)-

۵- ایک گراسینی قوم کے شخص کو شفا دی جو بدرُوحوں کے لشکر کا شکار تھا (انجیلِ شریف، مرقس ۵: ۱-۱۳)-

جنابِ مسیح حقیقی نُور ہیں بمنزلہ آفتاب جو اندھیری دُنیا میں چمکا۔ اُس نور سے تمام اقوامِ عالم نے یکساں طور پر روشنی، راہ، اور حق، اور ہمیشہ کی زندگی کا فیض حاصل کیا۔ جنابِ مسیح آسمانی بارش کی مانند ہیں۔ جن سے راستباز اور ناراست دونوں قسم کے لوگ اب تک لُطف اندوز اور فیض یاب ہو رہے ہیں۔ جن کو جنابِ عیسیٰ مسیح کے جاہ و جلال اور نور سے ابھی تک سابقہ نہیں ہے وہ ہمیشہ ان آیات کو استعمال کرتے

CamScanner

ہیں کہ وہ صرف اسرائیلیوں کے واسطے آئے تھے۔ کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ

"غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا۔ بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔" (انجیلِ شریف، متی ۱۰: ۵-۶)۔

"میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا" (انجیل شریف متی ۱۵: ۲۴)۔

اسرائیلی بڑے متکبر تھے، وہ تمام دوسری اقوام اور مذاہب کو حقیر اور ناچیز سمجھتے تھے۔ اِس لیے وہ سامریوں، یونانیوں، رومیوں، کنعانیوں اور گراسینیوں سے نفرت اور تعصّب رکھتے تھے۔ ایک سامری عورت نے کہا بھی تھا کہ

"یہودی سامریوں سے کسی طرح کا برتاؤ نہیں رکھتے" (انجیلِ شریف، یُوحنا ۴: ۹)۔

اِس لئے حضرت عیسیٰ مسیح اگر فوراً اپنا کام غیر اقوام میں شروع کر دیتے تو اسرائیلی ضرور آپ سے الگ رہتے۔ اس لئے آپ نے نہایت عقلمندی اور دور اندیشی کے ملحوظِ خاطر پہلے اسرائیلیوں کی اصلاح اور رہنمائی کی۔ اور ان کے دلوں میں سے مذہبی تعصّب کو دور کر کے سچّا ایمان پیدا کیا۔ اُن کے دل کی آنکھیں روشن کیں اور پھر اُن پر واضح کر دیا کہ جو کوئی ایمان لاتا ہے، خواہ وہ کِسی قوم سے ہے، خدا تعالےٰ کے حضور مقبول اور منظور ہوتا ہے۔ اور ساتھ ہی آپ نے غیر اقوام کے اُن لوگوں کے ایمان کی جو آپ کے پاس آئے۔ اسرائیلیوں کے رُوبرو تعریف کی اور پھر انکو بیماریوں اور تکلیفوں سے نجات دی۔ نیز اسرائیلیوں پر واضح کر دیا کہ اُن غیر اقوام میں

بھی ایسے لوگ موجود ہیں جن کا ایمان بہت بڑا ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ:۔

"مَیں نے اسرائیل میں بھی ایسا ایمان نہیں پایا"

(انجیلِ شریف متی ۸: ۱۰)۔

ایک دوسری جگہ لکھا ہے:۔

"اور بغیر ایمان کے اُس کو پسند آنا ناممکن ہے اِس لئے کہ خُدا کے پاس آنے والے کو ایمان لانا چاہیئے کہ وہ موجود ہے اور اپنے طالبوں کو بدلہ دیتا ہے"

(انجیلِ شریف عبرانیوں ۱۱: ۶)۔

اگرچہ جنابِ مسیح نے پہلے پہل اپنے شاگردوں کو اسرائیلیوں کے پاس بھیجا لیکن ساتھ ہی ان کا اخلاق بھی واضح کر دیا کہ وہ بھیڑیوں کی مانند ہیں کہ

"دیکھو مَیں تم کو بھیجتا ہوں
گویا بھیڑوں کو بھیڑیوں کے بیچ" (انجیلِ شریف، متیؔ ۱۰: ۱۶)۔

"کیونکہ وہ تم کو عدالتوں کے حوالہ کریں گے
اور اپنے عبادت خانوں میں تم کو کوڑے
ماریں گے" (انجیلِ شریف، متی ۱۰: ۱۷)۔

"جو بدن کو قتل کرتے ہیں اور رُوح کو قتل نہیں کر سکتے اُن سے نہ ڈرو" (انجیلِ شریف، متی ۱۰: ۲۸)۔

حضور مسیح کا اسرائیلیوں کے پاس حواریوں کو بھیجنے کا یہ حکم وقتی اور عارضی تھا تاکہ پہلے وہ اسرائیلیوں کو غیر قوموں تک انجیلِ مُقدّس کی خوشخبری پہنچانے کے لئے تیار کریں۔ آپ نے اُن کو پہلے اس لئے اسرائیلیوں کے پاس

بھیجا کیونکہ صرف وہی کتابِ مُقدّس کے مطابق صدیوں سے آپ کی آمد کے منتظر تھے، چنانچہ ساری دنیا کو جنابِ مسیح کی آمد کی خوشخبری دینے سے پہلے ضرور تھا کہ اسرائیلی قوم کو مضبوط اور تیار کیا جائے تاکہ وہ آپ کے گواہ اور مُبشّر بنیں۔ چنانچہ آپ کے اسرائیلی شاگردوں ہی کے وسیلہ سے ساری دنیا کو انجیل کی خوشخبری ملی اور آپ کے ایک حواری پطرؔس کے ایک ہی وعظ سے تین ہزار لوگ جنابِ مسیح پر ایمان لے آئے (انجیلِ شریف، اعمال ۲ : ۴۱)۔ جنابِ مسیح ساری دنیا کے نجات دہندہ ہیں۔ آپ نے انجیل کی بشارت اور منادی کو عالمگیر قرار دیا اور حکم دیا۔

"پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ۔"

(انجیلِ شریف متی ۲۸ : ۱۹)۔

"اور ضرور ہے کہ پہلے سب قوموں میں انجیل کی منادی کی جائے" (انجیلِ شریف مرقس ۱۳ : ۱۰)۔

"اور اُس نے اُن سے کہا کہ تم تمام دنیا میں جا کر ساری خلق کے سامنے انجیل کی منادی کرو۔ جو ایمان لائے اور بپتسمہ لے وہ نجات پائیگا اور جو ایمان نہ لائے وہ مجرم ٹھہرایا جائیگا۔"

(انجیلِ شریف مرقس ۱۶ : ۱۵ - ۱۶)۔

مَیں معزّز معترضین کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ انجیلِ مُقدّس کی آیات کی تفسیر خدا تعالےٰ کے خوف اور اُس کی رہنمائی میں کریں۔ کیونکہ وہ ہمیشہ اعتراض کرتے ہیں کہ جنابِ مسیح صرف اسرائیل کے لئے آئے تھے۔ ان حضرات سے میری گذارش ہے کہ اگر آپ حق بجانب ہیں تو بتائیے کہ

"روئے زمین کے کِس برّاعظم نے کس ملک نے کِس قوم نے، کس ذات کے، کِس رنگ ونسل کے لوگوں نے حضرت عیسیٰؑ مسیح کو دِلی عقیدت کے ساتھ اپنا خداوند مسیحِ مصلوب اور زندہ نجات دہندہ قبول نہیں کیا؟

اُمید ہے کہ حق شناس حضرت مذکورہ حقیقت پر ٹھنڈے دل سے غور فرما کر ایک حقیقت نواز منصف ہونے کا ثبوت دیں گے۔

نجات دہندہ نے کیسی نجات دی؟

حضور مسیح کے تجسّم اور تولّد کا عظیم ترین مقصد یہ تھا کہ تمام انسان آپ کے وسیلہ سے اپنے اپنے گناہوں سے نجات پائیں۔ اور خدا تعالےٰ کے ساتھ میل ملاپ کر کے عرفانِ الٰہی حاصل کریں اور ہمیشہ کی زندگی کی تسلّی پائیں۔ آپ نے بارہا فرمایا:۔

"مَیں دنیا کو مجرم ٹھہرانے نہیں۔ بلکہ دنیا کو نجات دینے آیا ہوں" (انجیلِ شریف یُوحنّا ۱۲ : ۴۷)۔

"یہ میرا وہ عہد کا خُون ہے جو بہتیروں کے لئے گناہوں کی معافی کے واسطے بہایا جاتا ہے" (انجیلِ شریف متی ۲۶ : ۲۸)۔

آپ کے ایک حواری یُوحنا نے گواہی دی کہ

"اُس (یعنی خدا) کے بیٹے یسوعؔ کا خون ہمیں تمام گناہ سے پاک کرتا ہے" (انجیلِ شریف ۱۔ یُوحنا ۱ : ۷)۔

حضور المسیح نے ہمیں گناہوں سے نجات دینے کے واسطے کفّارہ دیا اور اپنی زمینی خدمت کے دوران۔

"لوگوں کی ہر طرح کی بیماری اور ہر طرح کی کمزوری کو دُور کرتا رہا۔ جو طرح طرح کی بیماریوں اور تکلیفوں میں گرفتار تھے"
(انجیلِ شریف متی ۴ : ۲۳-۲۴)۔

(۱) آپ نے بھُوک کے وقت ۵ ہزار اور ۴ ہزار (انجیلِ شریف متی ۱۴ : ۲۱ ملاحظہ ہو ۱۵ : ۳۸) سے زیادہ لوگوں کو کھانے سے سیر کیا اور اُن کو بھُوک سے نجات دی۔ چنانچہ مسیحی دنیا میں بھوک کو دُور کرنے کی عملی تجاویز میں خاص اور نمایاں کردار ادا کرتے ہیں تاکہ حضور مسیح کی خوشی پُوری کریں۔

(۲) آپ نے طوفان کے وقت لوگوں کی مدد کی اور بڑا امن ہو گیا (انجیلِ شریف، مرقس ۴ : ۳۹) اور ان کو طوفان سے نجات دی۔ چنانچہ مسیحی لوگ دنیا میں طوفان اور سیلاب زدہ لوگوں کی مدد بڑی تن دہی سے کرتے ہیں۔

(۳) آپ نے لوگوں کو ہر طرح کی بیماریوں اور کمزوریوں اور تکلیفوں اور بدروحوں سے نجات دی۔ جنم کے اندھوں کو آنکھیں دیں، بہرے اور گونگوں کی مدد کی، کوڑھیوں کو کوڑھ سے نجات دی اور جو کوئی بھی آپ کے پاس آیا اس کو تمام جسمانی دکھوں اور تکلیفوں سے نجات دی۔

"کیونکہ قوّت اُس سے نکلتی اور سب کو شفا بخشتی تھی"
(انجیلِ شریف لوقا ۶ : ۱۹)۔

چنانچہ مسیحی روئے زمین پر بیماروں کی مدد کے لئے ہسپتالوں کے ذریعے خدمات انجام دیتے ہیں اور لڑائی میں زخمیوں کی مدد کرتے ہیں۔ تاکہ اپنے نجات دہندہ اور خداوند کی خوشی پُوری کریں۔ وہ اقوامِ عالم میں اتحاد، اور امنِ عالم کے لئے صُلح کی تجاویز عمل میں لاتے ہیں

(۴) سکول اور کالج کھولتے ہیں تاکہ لوگ بے علمی اور جہالت سے

نجات پائیں اور خدا تعالےٰ اور انسان کی مقبولیت میں ترقی کریں۔

(۵) آپ نے مُردوں کو زندہ کیا اور ان کو موت سے نجات دی۔ روزِ قیامت میں بھی مُردوں کو زندگی صرف آپ کے دم سے ملیگی اور موت سے نجات حاصل ہوگی۔ آپ نے فرمایا۔

"اس سے تعجب نہ کرو کیونکہ وہ وقت آتا ہے کہ جتنے قبروں
میں ہیں اُس (یعنی مسیح خداوند) کی آواز سُن کر نکلیں گے۔
جنہوں نے نیکی کی ہے زندگی کی قیامت کے واسطے اور
جنہوں نے بدی کی ہے سزا کی قیامت کے واسطے"

(انجیلِ شریف یوحنا ۵: ۲۸-۲۹)

آپ نے غور کیا کہ حضور مسیح نہ صرف گناہوں سے نجات دینے کے لئے دنیا میں آئے بلکہ آپ نے ہر طرح کی بیماریوں اور تکلیفوں سے بھی لوگوں کو نجات دی۔ اور روزِ قیامت موت سے بھی وہی نجات دیں گے۔ دیگر مذاہب اور مسیحیت میں نجات کے حصول اور مفہوم میں بڑا نمایاں فرق یہ ہے کہ ان کے پیروکار اپنے نیک اعمال رسومات، اور فروعات کی پابندی میں اپنی نجات کی اُمید سمجھتے ہیں کہ شاید روزِ قیامت اُن کو نجات نصیب ہو۔ اُن کو اس زندگی اور اس دنیا میں نجات کا شخصی تجربہ حاصل نہیں ہوتا۔ لیکن جو لوگ اپنی نجات کی حقیقی تسلی کے واسطے حضور مسیح پر ایمان لاتے ہیں، ان کو ضرور اپنی نجات کا شخصی تجربہ حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ اس بات کی گواہی بھی دیتے ہیں کہ اُن کو کس طرح مسیح میں نجات کی تسلی مل گئی ہے۔ مسیحیت میں نجات کا سارا دارومدار خدا تعالےٰ کی محبت اور جناب مسیح کی صلیب کی تجلیات سے وابستہ ہے۔

کیونکہ خدا تعالےٰ نے اپنے اکلوتے بیٹے کے وسیلہ سے دنیا کی نجات کے واسطے اپنا پاک بازو بڑھایا ہے۔

"کیونکہ خدا نے دُنیا سے ایسی
محبت رکھی کہ اُس نے اپنا اکلوتا
بیٹا بخش دیا۔ تاکہ جو کوئی اُس
پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ
ہمیشہ کی زندگی پائے"

(انجیلِ شریف یوحنا ۳: ۱۶)

POST BOX No. 110
MULTAN
PAKISTAN

آخری فیصلہ

ناظرین! آپ نے خُوب غور کیا کہ بنی نوع اِنسان کی نجات اور بین الاقوامی اخلاقی فلاح و بہبود کے لیے مسیح امن کے بانی، اور صُلح کے بادشاہ دنیا کے نجات دہندہ ہیں۔ کیونکہ آپ نے گناہ کی اُس دیوار کو جو خدا اور انسان کے بیچ میں تھی۔ ڈھا دیا اور خدا تعالےٰ کے بیچ میں ابدی صلح، اور میل ملاپ کر دیا۔ پس

"اگر تُو اپنی زبان سے یسوؔع کے خُداوند ہونے کا اقرار کرے اور اپنے دل سے ایمان لائے کہ خدا نے اُسے مردُوں میں سے جلایا تو نجات پائے گا۔ کیونکہ راستبازی کے لئے ایمان لانا دل سے ہوتا ہے اور نجات کے لیے اقرار منہ سے کیا جاتا ہے۔"

(انجیلِ شریف رومیوں ۱۰: ۹-۱۰)۔

ختم شد